موجودہ دور میں فتویٰ کی اہمیت ومعنویت

مفتی آصف اقبال قاسمی

موجودہ دور علم وفن اور تحقیق وریسرچ کا ہے، آج دنیا اکتشافاتِ جدیدہ کے میدان میں بہت آگے نکل چلی ہے، مگر ساتھ ہی اس کے اظہار میں بھی ذرہ برابر تذبذب نہیں کہ دنیا اُس "نظامِ حیات" سے کافی دور جا پڑی ہے، جس نے انسان کو انسانیت بخشی، یہ درست ہے کہ انسانی دماغ نے فضا کو محکوم بنالیا اور زمین کا سینہ چیر کر اس کے خزانے نکال لیے، لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس ماڈل اور ترقی یافتہ دور میں نہ اخلاق واعمال کی پاکیزگی باقی رہی اور نہ عقائد واعمال کی پختگی، نہ دلوں میں اخلاص وللّٰہیت کی روشنی رہی اور نہ سینوں میں امانت ودیانت کی ذمہ داری۔ مختصر یہ کہ انسان سب کچھ ہے لیکن جوہرِ آدمیت سے محروم ہے۔ تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کہ اس تہذیبی اور صنعتی انقلاب کو یکسر نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا، جس طرح انسان ترقی کرتا گیا، اُس کی ضرورتیں بڑھتی اور پھیلتی چلی گئیں جس نے ایسے بہت سے شرعی مسائل کو جنم دیا جن کا حل صراحتاً قرآن وحدیث اور اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں موجود نہیں ہے، جب کہ اسلام ایک ہمہ گیر اور دائمی "نظامِ حیات" ہے اور اُس نے اپنی اسی شانِ ہمہ گیری اور دوامی حیثیت کی بقا کی خاطر اپنے اندر ایسی لچک اور گنجائش رکھی ہے کہ ہر دور میں اور ہر جگہ انسانی ضروریات کا ساتھ دے سکے اور اپنے پیروکاروں کی رہبری کر سکے، چنانچہ ہر دور میں قرآن وحدیث پر گہری نظر رکھنے والے علماء ربانیین اور مفتیانِ شرعِ متین کی ایک ایسی جماعت منجانب اللہ پیدا ہوتی رہی جس نے کتاب اللہ، سنتِ رسول اور دیگر نصوصِ شرعیہ میں باہمی غور وفکر اور عمیق بحث وریسرچ کے بعد ان نت نئے مسائل کا حل امت کے سامنے پیش کیا تاکہ امت کے تمام افراد دن ورات کے پیش آمدہ مسائل میں کہیں الجھاؤ میں گرفتار نہ ہو جائیں، بلاشبہ وبلا مبالغہ انہیں مستنبط شدہ احکام ومسائل کا نام "فتویٰ" ہے، زمانے کی تبدیلی، احوال کے فرق اور ضرورتوں وتقاضوں کے تحت پیش آنے والے نت نئے پیچیدہ مسائل کا فقہی اُصول وضوابط کی

روشنی میں حل کرنے کا نام ہی تو "فتویٰ" ہے، فقہائے کرام ومفتیانِ عظام نے اپنی شبانہ روز محنت، اپنے فہم وادراک کا صحیح استعمال اورنہایت ہی دیانت وامانت کے ساتھ سالہا سال نصوص شرعیہ میں باہمی غور وفکر کے بعد "فقہ وفتاویٰ" کا عظیم الشان تحفہ امت کے حوالے کردیا، بحث وریسرچ کا یہ سلسلہ آج بھی پوری آب وتاب کے ساتھ زندہ ہے، ان حضرات کی محنتوں اورکاوشوں کی جتنی پذیرائی کی جائے کم ہے۔

فتوی کا انسانی زندگی اور معاشرہ سے انتہائی گہرا تعلق ہے، فقہ وفتاوی سے انسانی زندگی کے شب وروز، معاشرہ کے نشیب وفراز میں نہ یہ کہ صرف رہنمائی ملتی ہے بلکہ اس سے سماج کو حرکت، حرارت اور اسپرٹ بھی نصیب ہوتی ہے، مگر یہ انتہائی افسوناک بات ہے کہ آج امت مسلمہ میں اس عظیم الشان، ناگزیر اور نازک ترین دینی شعبہ کے حوالے سے یہ کہہ کر گمراہی پھیلانے کی نامسعود کوششیں کی جارہی ہیں کہ اسلام میں "فتویٰ" کی حیثیت صرف اور صرف ایک رائے کی ہے، جس پر عمل کرنا ہر ایک کے لیے ضروری ولازم نہیں ہے، کسی کی طرف سے امت کو یہ پیغام دینے کی کوشش کی جارہی ہے کہ "فتوی" قرآن وحدیث سے الگ ایک چیز ہے، جو غیر واجب العمل ہے، "فتوی" مفتی کی اپنی نجی رائے ہے اور دینی احکامات سے الگ ایک غیر اہم اور غیر ضروری شے ہے وغیرہ وغیرہ، الغرض دین کے اس اہم ستون کو جس کی بنیاد خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھی، منہدم کرنے اور امت مسلمہ کے قلب ودماغ سے اس کی عظمت ووقعت کو نکالنے کی ناکام کوششیں کی جارہی ہیں، اسے اس امت کا المیہ ہی کہا جائے کہ یہ ساری باتیں کسی غیر کی طرف سے نہیں، بلکہ اُن دانشورانِ ملت کی طرف سے ہورہی ہے، جنہیں دین کا "مفکر" اور "ماہرِ اسلامیات" جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ "فتویٰ" کی حیثیت صرف رائے کی ہے، یہ تھیوری، کم علمی اور اسلامیات سے ناواقفیت کی بنیاد پر گڑھی جارہی ہے۔ "فتوی" دراصل کسی پیش آمدہ مسئلہ میں شرعی حکم بیان کرنے کا نام ہے، "ڈاکٹر شیخ حسین ملاح" نے فتوی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

''پیش آمدہ واقعات کے بارے میں دریافت کرنے والے کو دلیل شرعی کے ذریعہ اللہ تعالی کے حکم کے بارے میں خبر دینے کا نام "فتویٰ" ہے۔" (الفتوی ونشأتها وتطورها: ۱/ ۳۹۸)

تمام مصنّفین نے فتوی کو شریعت کا حکم قرار دیا ہے، خود قرآن کریم میں فتوی کو شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ (سورۃ النساء ۴: ۱۲۷-۱۷۶) اسی طرح ایک حدیث میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہو ہے۔ (دارمی: ۱/ ۱۵۷)

"فتوی" اگر ایک رائے ہے تو وہ مفتی کی کوئی نجی رائے نہیں بلکہ شرعی رائے ہے، جو ہر حالت میں واجب العمل ہے، آپ ہی انصاف کریں کہ اگر کسی سائل نے کسی مفتی سے نماز کے لیے وضو کے بارے میں سوال کیا اور مفتی نے وضو کو نماز کے صحیح ہونے کے لیے شرط بتادیا، تو کیا مفتی کا یہ فتوی صرف ایک رائے کی حیثیت رکھتا ہے، جس کا ماننا ہر ایک کے لیے ضروری نہیں ہے؟؟

فتوی کے تاریخی پس منظر کے مطالعے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ امت کے سب سے پہلے مفتی خود مفتی الثقلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، آپ نے "جوامع الکلم" کی شکل میں فتوے دیے، جو احادیث کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ (إعلام الموقعین: ۱/۱۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے اس حساس اور ناگزیر شرعی ذمہ داری کو سنبھالا اور احسن طریقے سے انجام دیا، الغرض دورِ نبوت سے لے کر دورِ حاضر تک فتوی کی نازک ترین ذمہ داری امت کے فقہاء کرام و مفتیان عظام کے ذریعہ انجام دی جارہی ہے، ان حضرات نے اپنی جانفشانی اور خدا ترسی کے ساتھ حلال وحرام کے جو قواعد وضوابط مرتب کیے، وہ تاریک رات میں روشن ستاروں کی مانند ہیں اور امام شاطبیؒ کے بقول یہی حضرات انبیاء کرام کے حقیقی وارث ہیں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک مفتی کے لیے تقوی، تفقہ، دیانت وامانت اور بیدار مغزی وزمانہ شناسی جیسی متعدد صفات کا حامل ہونا ضروری ہے، تو اس حقیقت سے بھی انکار کی گنجائش نہیں کہ وہ کسی بھی پیش آمدہ مسئلہ کے جواب میں احکامِ خداوندی کا ترجمان ہوتا ہے، اُس کے فتوی کو "رائے" کہہ کر مسترد کردینا فرمانِ خداوندی کو ٹھکرادینے کے مترادف ہے، یہ بھی تسلیم ہے کہ اگر کسی مفتی نے کوئی غلط فتوی دیا جو شرعی اصول اور اسلامی مزاج سے متصادم ہے، تو اس فتوی کو اصول وضوابط کی روشنی میں رد کیا جانا ضروری ہے؛ کیونکہ وہ حکم شرعی نہیں ہے، تاہم اس طرح کے غلط فتوے کی آڑ میں مجموعی طور پر اس اہم ترین دینی ذمہ داری (فتویٰ) کو زک پہنچانے کا کوئی جواز نہیں، جب ایک مستند مفتی کسی مسئلہ کے جواب کے لیے قلم اٹھاتا ہے، تو اس کے دل میں جہاں خوفِ خدا ہوتا ہے، اسی طرح سائل کے حالات، زمانے کی تبدیلی اور حالات کے تقاضے سمیت بہت ساری چیزوں کو سامنے رکھ کر پوری بصیرت اور ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے وہ شریعت کی ترجمانی کرتا ہے، موجودہ دور میں "فتویٰ" کی معنویت وافادیت اور اس کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے، گلوبلائزیشن کے اس دور میں تجارت وملازمت اور صنعت وحرفت کی نئی نئی شکلوں نے جنم لیا ہے، میڈیکل سائنس کے حیران کن ریسرچ نے علاج اور تحفظِ انسان کے لیے نئی نئی ایجادات پیش کی ہیں، انسان آسمانوں پر اپنی آبادی بسانے لگا ہے، مختصر یہ کہ انسانی زندگی کے ہر شعبے میں ترقی کی نئی راہ کھل چکی ہے، اس صورتِ حال میں "فقہ وفتاوی" ایسا فن بن گیا ہے جس سے کوئی مفر نہیں، ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان بھی کہے، یعنی وہ ایک مکمل "نظامِ حیات" کا پابند بھی ہو اور اسے اپنی زندگی کے کسی مرحلے میں فتوی کی ضرورت پیش نہ آئے، ایسا ممکن ہی نہیں، بلکہ عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق واعمال میں سیکڑوں ایسے مواقع آتے ہیں، جہاں اسے فتوی کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے اور یقینی طور پر وہ فقہائے عظام اور مفتیانِ کرام کی رہبری کا محتاج ہوتا ہے، ہر شخص کو اپنی منہمک زندگی میں اس قدر مہلت کہاں کہ وہ یکسر قرآن وحدیث کا مطالعہ کرے اور وقت کے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرے۔

☆......☆......☆